سُوْرَةُ النِّسَاءِ کی تفسیر

Lesson 2: An-Nisa (Ayaat 7-14): Day 5

یہاں سے اَب صبر سے سُنیں اور سمجھ لیں۔

يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ ۖ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ ۚ فَإِن كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا
تَرَكَ ۖ وَإِن كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ۚ وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِن كَانَ لَهُ
وَلَدٌ ۚ فَإِن لَّمْ يَكُن لَّهُ وَلَدٌ وَوَرِثَهُ أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ فَإِن كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ ۚ مِن بَعْدِ
وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ ۗ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ لَا تَدْرُونَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ۚ فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ ۗ
إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿١١﴾

اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے تمھاری اولاد کے بارے میں لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے حصّہ کے برابر اور اگر صرف لڑکیاں ہی ہوں گو دو سے زیادہ ہوں تو ان (لڑکیوں) کو دو تہائی (ملیگا اس مال کا) جو کہ (مورث) چھوڑ مرا ہے اور اگر ایک ہی لڑکی ہو تو اس کو نصف ملیگا اور ماں باپ کے لیے یعنی دونوں میں سے ہر ایک کے لیے (میت کے) ترکہ میں سے چھٹا چھٹا حصہ ہے اگر میت کی کچھ اولاد ہو۔ اور اگر اس میت کی کچھ اولاد نہ ہو اور اس کے ماں باپ ہی اس کے وارث ہوں تو اس کی ماں کا ایک تہائی ہے اور اگر میت کے ایک سے زیادہ بھائی یا بہن ہوں تو اس کی ماں کو چھٹا حصہ ملیگا (اور باقی باپ کو ملیگا) وصیت نکال لینے کے بعد کہ میت اس کی وصیت کر جاوے یا دَین کے بعد تمھارے اصول و فروع جو ہیں تم پورے طور پر یہ نہیں جان سکتے ہو کہ ان میں کونسا شخص تم کو نفع پہنچانے میں نزدیک تر ہے. یہ حکم منجانب اللہ مقرر کر دیا گیا بالیقین اللہ تعالیٰ بڑے علم اور حکمت والے ہیں۔ (۱۱)

اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے۔ اس سے پتا چلتا ہے کہ اللہ کو ہم سے بے حد محبت ہے۔ کہ کہیں کوئی والدین اپنے بچے کے ساتھ زیادتی نہ کریں۔ یہ ایک بہت اہم معاملہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مال کے بارے میں حکم دے کر یہ ثابت کر دیا کہ عبادات، نماز روزہ ہی نہیں گھریلو معاملات اور خاندانی نظام میں بھی اللہ کا حکم چلے گا۔

أَوْلَادِكُمْ ۖ یعنی بیٹے اور بیٹی: اور لِلذَّكَرِ سے مُراد بیٹے / لڑکے

اگر تو مرنے والے نے کوئی وصیت کر دی یا اُس کے ذِمے قرض ہو تو وہ ادا کر کے پھر مال کو تقسیم کیا جائے گا۔

- اولاد کے حصّے

A. جب مرنے والے کے بہت سارے بیٹے اور بیٹیاں ہوں تو: بیٹے / لڑکے کا حصّہ دو بیٹیوں / لڑکیوں کے برابر ہے۔ یعنی بیٹے کو دو گنا ملے گا۔ مثال: ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہو تو ہزار پاؤنڈز میں سے بیٹی کو تقریباً 33 فی صد اور بیٹے کو دو گنا یعنی تقریباً 66 فی صد۔

B. اور اگر صرف لڑکیاں ہی ہیں تو انہیں دو تہائی حصّہ ملے گا۔ یعنی تقریباً 66 فی صد اُن میں تقسیم ہو جائے گا۔ یعنی 22 فی صد ہر ایک بیٹی کو۔

C. اگر صرف ایک ہی بیٹی ہے تو اُسے پچاس فی صد ملے گا۔ یعنی 500 پاؤنڈز

D. اگر صرف ایک ہی بیٹا ہو تو (قرض اور وصیت ادا کرنے اور بیوی اور والدین کا حصّہ نکال کر) سارا مال اُس بیٹے کو ہی ملے گا۔

- اولاد کے بعد آ گئے ہیں والدین کے حصّے۔

1) مرنے والے کی اولاد بھی ہے اور والدین بھی تو پھر مرنے والے کی ماں کو چھٹا حصّہ باپ کو بھی چھٹا حصّہ ملتا ہے۔

2) اگر اولاد نہ ہو تو یعنی ابھی شادی نہیں ہوئی یا شادی ہوئی لیکن اولاد نہیں تھی۔ اور بہن بھائی بھی نہیں ہیں۔ اکلوتا بیٹا تھا تو پھر مال تین حصّوں میں تقسیم ہو گا۔

ایک تہائی حصّہ ماں کو ملے گا۔ 33 فی صد

دو تہائی حصّے باپ کو ملیں گے۔ 66 فی صد

3: تیسری صورت یہ ہے کہ مرنے والے کے بہن بھائی ہیں۔ لیکن بچے نہیں ہیں۔ تو والدین کو ابھی دوسرے بہن بھائیوں کے مال سے بھی حصّہ ملے گا۔ ایسی صورت میں ماں کو پھر چھٹا حصّہ (اور باقی پانچ حصّے باپ کو ملیگا)۔ یاد رہے (سب سے پہلے کفن دفن کا انتظام پھر قرض اور وصیت ادا کرنے کے بعد مال کی تقسیم ہو گی۔)

☆☆ سگے والدین۔ ماں ایک اور باپ فرق۔ باپ ایک اور ماں فرق۔ ان کی تفصیل آگے آئے گی۔

ایک بات یاد رکھیں کہ وصیت وارث کے حق میں نہیں کی جاسکتی۔ یعنی ایک بیٹے یا بیٹی کو تو حصّہ ملنا ہی تھا اس لئے اُن کے حق میں یا والدین یا شوہر بیوی کے حق میں وصیت نہیں کی جاسکتی۔

1. وصیت اُس کے حق میں ہو سکتی ہے جس کو عام حالات میں نہیں ملنا تھا۔ کسی کو بھی دے سکتے ہیں۔ مثال، پوتا، خالہ، بھانجی، کوئی غریب رشتے دار، کوئی رفاعی ادارہ، کوئی چیریٹی آرگنائزیشن۔

2. ایک تہائی مال سے زیادہ کی وصیت نہیں کر سکتے۔یعنی کل جائیداد کے تیسرے حصّے کی وصیت کر سکتے ہیں۔

زندگی میں اگر آپ کسی کو مال دیناچاہیں تو وہ تحفہ یا حبہ ہو گا۔ مرنے کے بعد وارثت یا وصیت ہو گی۔

اگر بچوں کو تحفہ دیں تو انصاف کریں۔ایک صحابیؓ نعمان بن بشیر نے بتایا کہ اُن کے والد نے اپنے ایک بیٹے کو کچھ دینے کا ارادہ کیا تو اللہ کے نبیؐ نے اُن سے پوچھا باقی بچوں کو بھی دو گے۔انہوں نے کہا نہیں صرف اسی بیٹے کو۔اللہ کے نبیؐ نے فرمایا کہ میں جھوٹ اور ظلم پر گواہ نہیں بنوں گا۔ والدین کو سب بچوں کے ساتھ انصاف کرنا چاہیئے۔

بچوں کی ضروریات مختلف ہیں۔اُس پر پکڑ نہیں ہے۔ایک بچے کی یونیورسٹی کی فیس دے رہے ہیں۔ دوسرا بچہ پڑھتا ہی نہیں۔ضروریات کا کوئی حساب نہیں۔لیکن تحفہ اور حبہ ایک جیسا دیا جائے گا۔

وراثت کے حساب سے وصیت کر سکتے ہیں۔مثال اس بات کی اجازت نہیں کہ سارا مال ایک ہی بیٹے کو تحفہ دے دیں۔

ایک تہائی سے زیادہ کی وصیت نہیں کر سکتے۔

ایک صحابیؓ نے اپنی وفات سے پہلے اللہ کے نبیؐ سے کہا کہ میرے پاس بہت مال ہے اور ایک ہی بیٹی ہے کیا میں اپنا مال اللہ کی راہ میں دے دوں۔ آپؐ نے فرمایا نہیں۔ صحابی نے کیا آدھا مال اللہ کی راہ میں دے دوں۔ آپؐ نے فرمایا نہیں۔ پھر اُس نے کیا ایک تہائی اللہ کی راہ میں دے دوں۔ آپؐ نے فرمایا، ہاں دے دو لیکن یہ بھی بہت ہے۔ تمھارے لئے بہتر ہے کہ تمہارا مال تمہاری اولاد کے کام آئے۔

یہ نہ ہو کہ تم اپنی اولاد کو محتاج چھوڑ جاؤ وہ لوگوں سے مانگتے پھریں۔ جو مال تم اپنی اولاد پر خرچ کرو گے تمہیں اُس کا اجر ملے گا حتیٰ کہ اُس نوالے کا بھی جو تم اپنی بیوی کو کھلاتے ہو۔ (بخاری)

یہ سوال پوچھنے والے صحابیؓ سعد بن ابی وقاص تھے۔

اللہ کے نبیؐ نے وصیت یا صدقے میں دینے کے لئے ایک تہائی کی حد مقرر کی ہے۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ کاش لوگ ایک چوتھائی پر ہی رُک جائیں۔ اللہ کے نبیؐ نے ایک تہائی کی اجازت بھی کراہت کے ساتھ دی تھی۔

آپ کی زندگی میں مال آپ کا اپنا ہے۔ دُنیا پر لگائیں گے تو حساب ہو گا۔ دین پر لگائیں گے تو اجر ملے گا۔ آپ کی مرضی ہے مسجد کو دیں یا مدرسے کو۔ غریب کو دیں یا کسی دوسری طرح اللہ کی راہ میں دیں۔ آپ کے لئے صدقۂ جاریہ ہو گا۔

لیکن مرنے کے بعد مال آپ کا نہیں وہ ورثاء کا ہے۔ پھر آپ کی کوئی مرضی نہیں۔ وہ وراثت کا مال ورثاء میں تقسیم ہو گا۔ ایک تہائی سے زیادہ کی وصیت نہیں کر سکتے اور جن کو وراثت میں سے حصّہ ملنے والا ہے اُن کو نہیں دے سکتے۔ اسلام نے تین لوگوں کے حصّے مقرر کر دیئے۔ اولاد، والدین، بیوی یا شوہر۔

بوڑھے والدین کو کیوں دیں؟ "تم پورے طور پر یہ نہیں جان سکتے ہو کہ ان میں کونسا شخص تم کو نفع پہنچانے میں نزدیک تر ہے. یہ حکم منجانب اللہ مقرر کر دیا گیا"

یعنی اللہ کو اس بات کی حکمت معلوم ہے۔ والدین تمہارے مال کو اچھی جگہ لگائیں گے۔

ہمیں بعض اوقات سامنے کا فائدہ نظر نہیں آتا۔

اپنے والدین پر دِل کھول کر خرچ کریں۔ساس سُسر پر بھی خوشی سے خرچ کریں۔

اللہ کے نبیؐ نے فرمایا تم اور تمہارا مال تمھارے باپ (یاماں) کا ہے۔

یعنی یہ نہیں کہ لاکھوں کا زیور بنائیں۔فرنیچر خریدیں۔اولاد کو عیش کروائیں۔بہتر ہے کہ والدین پر بھی دِل کھول کر خرچ کریں۔

بیوی کو آٹھواں حِصّہ ملے گا۔ کبھی شوہر سے ناراض نہ ہوں کہ وہ والدین پر کیوں خرچ کرتا ہے۔ آپ کو بہت دعائیں ملیں گی۔اِن رشتوں میں دِل تنگ نہ کریں۔بوڑھے والدین کو خوش رکھیں۔اپنے لئے جنّت کے دروازے کھلے رکھیں۔

اللہ کے حکم پر عمل کریں۔

- شوہر اور بیوی کے حِصّے:

اگلی آیات کو دیکھتے ہیں؛

وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِن لَّمْ يَكُن لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَإِن كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ ۚ مِن بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِينَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ ۚ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِن لَّمْ يَكُن لَّكُمْ وَلَدٌ ۚ فَإِن كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُم ۚ مِّن بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ ۗ وَإِن كَانَ رَجُلٌ يُورَثُ كَلَالَةً أَوِ امْرَأَةٌ وَلَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ۚ فَإِن كَانُوا أَكْثَرَ مِن ذَٰلِكَ

فَهُمۡ شُرَكَآءُ فِى الثُّلُثِ مِنۡۢ بَعۡدِ وَصِيَّةٍ يُّوۡصٰى بِهَآ اَوۡ دَيۡنٍ ۙ غَيۡرَ مُضَآرٍّ‌ ۚ وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ‌ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌ حَلِيۡمٌ ؕ‏ ﴿۱۲﴾

اور تم کو آدھا ملیگا اس ترکہ کا جو تمھاری بیبیاں چھوڑ جاویں (یعنی وہ شوہر جس کی بیوی وفات پا گئی ہے) اگر ان کے کچھ اولاد نہ ہو اور اگر ان بیبیوں کے کچھ اولاد ہو تو تم کو ان کے ترکہ سے چوتھائی ملیگا وصیت نکالنے کے بعد کہ وہ اس کی وصیت کر جائیں یا دَین کے بعد اور ان بیبیوں کو چوتھائی ملے گا اس ترکہ کا جس کو تم چھوڑ جاؤ. اگر تمھارے کچھ اولاد نہ ہو۔ اور اگر تمھارے کچھ اولاد ہو تو اُن کو تمھارے ترکہ سے آٹھواں حصہ ملے گا وصیت نکالنے کے بعد کہ تم اس کی وصیت کر جاؤ یا دَین کے بعد۔ اور اگر کوئی میت جس کی میراث دوسروں کو ملے گی خواہ (میت) مرد ہو یا عورت ایسا ہو جس کے نہ اصول ہوں نہ فروع ہو اور اس کے ایک بھائی یا ایک بہن ہو تو ان دونوں میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملیگا پھر اگر یہ لوگ اس سے زیادہ ہوں تو وہ سب تہائی میں شریک ہونگے وصیت نکالنے کے بعد جس کی وصیت کی جاوے یا دَین کے بعد بشر طیکہ کسی کو ضرر نہ پہنچاوے یہ حکم کیا گیا ہے خدا تعالیٰ کی طرف سے اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والے ہیں حلیم ہیں۔ (۱۲)

لڑکی کو شوہر سے حق مہر بھی ملے گا اور اپنے خاوند سے خرچ بھی ملے گا۔ لڑکی پر کوئی ذمّہ داری نہیں ہوتی۔ بیٹے کو جو ملتا ہے وہ بیوی کو حق مہر دیتا ہے۔ وہ گھر والوں کا کفیل ہے۔ نان نفقے کی ذمّہ داری بھی اُس کے اوپر ہے۔

اس لئے عورت کو کم دے کر خوش کیا جاتا ہے کہ اُس کو کہیں خرچ نہیں کرنا ہوتا۔

دوسری وجہ دولت کی تقسیم تاکہ دولت خرچ ہوتی رہے۔ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں جاتی رہے۔

اگر بیٹا نہ ہو تو دو تہائی حصّہ بیٹیوں کو ملتا ہے۔باقی دوسرے رشتے داروں کو جاتا ہے۔

اگر کسی شوہر کی بیوی فوت ہو جائے تو اُسے (یعنی کوئی جہیز، یا ورثے یا اپنی کمائی کا مال) عورت اپنے مال کی خود مالک ہے۔بیوی کے پہلے شوہر سے بھی بچے ہو سکتے ہیں۔ اگر تو مرنے والی نے کوئی وصیت کر دی یا اُس کے ذُمّے قرض ہو تو وہ ادا کر کے پھر مال کو تقسیم کیا جائے گا۔

1. اگر بچے نہیں ہیں تو شوہر کو 50 فی صد ملے گا۔
2. اگر بچے ہیں تو شوہر کو چوتھا حصّہ ملے گا۔
3. ہر بیٹے کو بیٹی سے دوگنا ملے گا۔

اسلام میں ورثے کی بانٹ قرابت سے ہے۔ جتنا قریبی ہو گا اُتنا ہی زیادہ حصّہ ہو گا۔اولاد کو سب سے پہلے حصّہ ملے گا۔یہ اللہ کا حکم ہے۔ ہمیں تنقید یا بحث نہیں کرنی چاہئیے۔لڑکے کو زیادہ دینے کی حکمت یہ ہے کہ لڑکے یا بیٹے نے گھر کی ذمّہ داری سنبھالنی ہوتی ہے۔

- <u>وہ عورتیں جن کے شوہر وفات پا گئے ہیں؛</u>

شوہر کے پہلی بیوی سے بھی بچے ہو سکتے ہیں۔ اگر تو مرنے والے نے کوئی وصیت کر دی یا اُس کے ذُمّے قرض ہو تو وہ ادا کر کے پھر مال کو تقسیم کیا جائے گا۔

1. اگر بچّے نہیں ہیں تو بیوی کو 25 فی صد ملے گا۔ چوتھا حصّہ ملے گا۔ یعنی اس بیوی سے بچّے نہ ہوں یا کسی پہلی یا دوسری بیوی سے بھی بچّے نہیں ہیں۔
2. اگر بچّے ہیں تو بیوی کو آٹھواں حصّہ ملے گا۔
3. ہر بیٹے کو بیٹی سے دوگنا ملے گا۔

یاد رہے کہ مرد کی ذمّے داریاں زیادہ ہیں۔ تمام اخراجات اُس کے ذمّے ہیں۔ اس لئے حصّہ بھی زیادہ ملتا ہے۔ خواتین خرچ کرنے میں زیادہ تر منصوبہ بندی نہیں کرتیں۔ مرد زیادہ تر سوچ سمجھ کر خرچ کرتے ہیں۔ کچھ مختلف حالات ہو سکتے ہیں۔

اَب اولاد، والدین، بیوی یا شوہر تو وارث ہیں۔ ان کو ہر حال میں حصّہ ملے گا۔

بھائی یا بہن کو عام حالات میں جائیداد میں کوئی حصّہ نہیں ملے گا۔ بھائی بہن کو جائیداد میں حصّہ ملنے کی یہ صورت ہو سکتی ہے کہ مرنے والے کے والدین یا اولاد نہیں ہے۔

ایسے شخص کو کلالہ کہتے ہیں۔ یہ لفظ ک ل ل سے ہے۔ معنی ہیں تھک جانا۔ یعنی جس کے قریب کے رشتے دار، والدین یا بچے نہیں ہیں صرف اِرد گرد کے رشتے دار یعنی بہن بھائی ہیں۔ وہ عورتیں جو کسی وجہ سے شادی نہیں کرتیں۔ اور اُن کے والدین کا انتقال ہو چکا ہے تو اُن کا مال اُن کے بہن بھائیوں کو ملتا ہے۔

"اور اگر کوئی میت جس کی میراث دوسروں کو ملے گی خواہ (میت) مرد ہو یا عورت ایسا ہو جس کے نہ اصول ہوں نہ فروع ہو اور اس کے ایک بھائی یا ایک بہن ہو تو ان دونوں میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ

ملیگا پھر اگر یہ لوگ اس سے زیادہ ہوں تو وہ سب تہائی میں شریک ہونگے وصیت نکالنے کے بعد جس کی وصیت کی جاوے یا دین کے بعد بشر طیکہ کِسی کو ضرر نہ پہنچاوے یہ حکم کیا گیا ہے خدا تعالیٰ کی طرف سے"

1. اگر صرف ایک بہن یا بھائی ہو تو ہر ایک کو چھٹا حصّہ۔یعنی برابر ملے گا۔
2. اگر زیادہ بہن بھائی ہیں۔تو پھر مال کو تین حصّوں میں تقسیم کیا جائے گا۔ان سب کو تیسرا حصّہ ملے گا۔

اگر تو مرنے والے نے کوئی وصیت کر دی یا اُس کے ذُمّے قرض ہو تو وہ ادا کر کے پھر مال کو تقسیم کیا جائے گا۔

اللہ کے نبیؐ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر حقدار کو اُس کا حق دے دیا ہے۔اب وارث کے لئے کوئی وصیت نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے یہ سب احکامات دیئے ہیں۔تو ہمیں ان کی پابندی کرنی ہے۔

تِلۡكَ حُدُوۡدُ اللّٰهِ‌ؕ وَمَنۡ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ يُدۡخِلۡهُ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا‌ ؕ وَذٰلِكَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِيۡمُ ﴿۱۳﴾

یہ سب احکام مذکورہ خداوندی ضابطے ہیں. اور جو شخص اللہ اور رسول کی پوری اطاعت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو ایسی بہشتوں میں داخل کر دیں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں گے اور یہ بڑی کامیابی ہے۔(۱۳)

وراثت کی تقسیم کو اللہ تعالیٰ نے ' اَلْفَوْزُ الْعَظِیْمُ 'عظیم کامیابی کہا ہے۔

اللہ اور اُس کے رسولؐ کی اطاعت کرنے والے کے لئے خوشخبری ہے۔

وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ۠ وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۱۴﴾ اور جو شخص اللہ اور رسول کا کہنا نہ مانے گا اور بالکل ہی اس کے ضابطوں سے نکل جائے گا اس کو آگ میں داخل کریں گے اس طور سے کہ وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہے گا اور اس کو ایسی سزا ہو گی جس میں ذلت بھی ہے۔(۱۴)

اللہ کے نبیؐ نے فرمایا کہ ایک شخص ساری زندگی نیکیاں کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ اُس کے اور جنّت کے درمیان میں بہت تھوڑا فاصلہ رہ جاتا ہے یہاں تک کہ غلط وصیت یا وراثت کی غلط بانٹ کی وجہ سے جہنم میں چلا جاتا ہے۔ یہ اتنا بڑا عمل ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حقوق العباد پورے کرنے کا خاص طور پر حکم دیا ہے۔ کسی کی حق تلفی نہ کی جائے۔ اللہ کی حدود کا خیال رکھا جائے ورنہ اللہ تعالیٰ "" اس کو آگ میں داخل کریں گے اس طور سے کہ وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہے گا اور اس کو ایسی سزا ہو گی جس میں ذلت بھی ہے۔"

قرآن پاک کی یہ آیات وراثت کے قانون کے لئے ہیں۔ ان کو علم الفرائض کہتے ہیں۔

اللہ کے نبیؐ نے فرمایا کہ علم تو تین ہیں؛ علم الفرائض ان میں سے ایک ہے۔

یعنی یہ علم حاصل کرنا فرض ہے۔ ہمیں اس کا علم ہونا چاہیئے۔ عمرؓ کہا کرتے تھے کہ میں اس میں بہت مہارت حاصل نہیں کر سکا۔ حالانکہ عمرؓ نے اس علم پر ایک کتاب لکھی ہے۔

ہمیں بنیادی باتیں بھی اگر پتا چل جائیں تو ہمارے لئے کافی ہیں۔

ہمارے لئے عمل کی باتیں؛

مرنے سے پہلے اپنی وصیت لکھ کر رکھیں۔ اللہ کے نبیؐ نے فرمایا کہ تم میں سے جو کوئی وصیت کرنا چاہتا ہے تو اُس پر کوئی ایک رات بھی ایسی نہ گزری کہ اُس نے وصیت لکھ کر نہ رکھی ہو۔ جس صحابیؓ کو یہ بات فرمائی تھی انہوں نے پھر اُسی دن سے اپنی وصیت لکھ کر رکھ لی۔

- اگر کوئی وصیت نہ بھی لکھنا چاہے تو کوئی بات نہیں۔
- ایک تہائی سے زیادہ کی وصیت نہیں کر سکتے باقی مال ورثاء کا ہے۔
- اسلامی طریقے سے اُس کی وراثت تقسیم کی جائے گی۔

مثال: کل ترکہ 10 ہزار

- والدین۔ بیوی، دو بیٹیاں اور ایک بیٹا۔ 500 کی وصیت۔ 1000 قرض تھا۔
- سب سے پہلے قرض نکالیں۔ 9000 باقی
- پھر وصیت ادا کریں۔ 8500 باقی
- باقی حصّے میں سے فی صد کر کے نکال لینگے۔ چھٹا حصّہ باپ کا۔ چھٹا حصّہ ماں کا۔ آٹھواں حصّہ بیوی کا
- باپ کا 1416، ماں کا 1416، بیوی کا 1062 ---۔ بقایا: 4604
- اب اس کے چار حصّے کرینگے: دو حصّے بیٹے کے۔ ایک حصّہ ایک بیٹی کا۔ ایک حصّہ دوسری بیٹی کا

- 2302 بیٹے کا۔ ایک بیٹی کا 1151 ۔ دوسری بیٹی کا 1151۔

اللہ تعالیٰ ہمیں نیک اعمال کی توفیق عطا فرمائے۔ اور دعا ہے کہ ہم دوسروں کی حق تلفی کرنے والوں میں نہ ہوں۔ آمین